بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو اللہ تمہارے ایمان والوں کے درجے بلند فرمائے گا (مجادلہ: ۱۱)

سلام و قیام

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

بین الاقوامی سلسلۂ اشاعت نمبر
۸

ادارہ مسعودیہ کراچی

ہمدانی ذخیرۂ کتب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ؕ

وہ کیسی مُبارک ساعت ہوگی جب اللہ نے اپنے نُور سے نُورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا فرمایا[۱]، آپ کے ذکر کو بلند فرمایا[۲] ____ پھر یہ خوشخبری سُنائی، "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درُود بھیجتے ہیں"[۳] ____ کائنات میں کوئی جگہ نہیں جہاں اللہ نہ ہو[۴]، وہ تو لامکان و لازماں ہے، کوئی جگہ نہیں جو درُود سے نہ گونج رہی ہو، لامکان و لازماں میں بہار آرہی ہے ____ ہمارے کان نہیں سُن سکتے، ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں ____ ہم کیا اور ہماری حقیقت کیا؟ ____ رفعِ ذکر مطلوبِ ربِّ کائنات ہے، جس عمل سے رفعِ ذکر ہو بلاشبہ وہ بھی مطلوبِ ربِّ جلیل ہے ____ جب نُورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی مخلوق نہ تھی تو درُود بھیجنے والا اللہ ہی اللہ تھا، پھر جب فرشتے پیدا کیے گئے تو وہ بھی درُود بھیجنے لگے ____ ساری مخلوق کو اگر دس حصّوں پر تقسیم کیا جائے تو ۹ حصے فرشتے ہیں اور ایک حصہ تمام مخلوق[۵] ____ پھر اس مخلوق میں انسان کتنے ہیں؟ ____ ان انسانوں میں مسلمان کتنے ہیں؟ ____ ان مسلمانوں میں درُود پڑھنے والے کتنے ہیں؟ ____ ہم گنتیاں گنتے رہیں، حساب کتاب لگاتے رہیں مگر اللہ کے فرشتے تو اَن گنت ہیں، ہر لمحہ و ہر آن درُود بھیج رہے ہیں، سُبحان اللہ! ____

جب یہ نوید سُنائی گئی اور یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ الآیہ[۶] تو محبوبِ ربِّ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مُبارک چہرہ خوشی سے کھِل اُٹھا، صحابہ سے فرمایا، مجھے مبارک باد دو، آج مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے ____ صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) نے مبارک بادیں پیش کیں[۷] ____ آیتیں تو سب ہی قرآن کی ہیں مگر یہ آیت محبوب کی محبوب ہے ____ مبارک ہے وہ جس نے اس آیت شریفہ کو اپنی پہچان بنالیا!

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ پاک بلند کرنا اللہ تعالیٰ کا مطلوب و مقصود ہے[۸]

اسی لیے ولادت و بعثت سے لاکھوں سال پہلے اللہ نے ذکر پاک کی پہلی محفل سجائی جس میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام شریک تھے [۹] — پھر ہر نبی نے اپنی اپنی اُمتوں میں محفلیں سجائیں اور آپ کی آمد آمد کی خوشخبریاں سُنائیں یہاں تک کہ آپ کا نام نامی سارے عالم میں جانا پہچانا ہو گیا [۱۰] — پھر آخر میں حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ذکر پاک کی محفل سجائی جس میں ہزاروں اُمتی شریک ہُوئے، اس محفل میں آپ نے اعلان فرمایا — "میں ایک رسُول کی خوشخبری سُناتا ہُوں جو میرے بعد آئے گا اور جس کا نام "احمد" ہو گا [۱۱] — ان تمام محافل کا ذکر قرآنِ کریم میں موجود ہے، قرآن حکیم ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنّتِ الٰہی بھی ہے، سنّتِ ملائکہ بھی ہے اور سنّتِ انبیاء بھی ہے — کوئی نبی نہیں جس نے آپ کا ذکر نہ کیا ہو اور کوئی اُمت نہیں جس نے ذکر پاک کی محفل نہ سجائی ہو — حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ہی کے وسیلہ سے دُعا مانگی جو قبول ہُوئی [۱۲] جب آدم علیہ السلام کی زبان پر نام نامی آیا تو اولادِ آدم اس ذکرِ پاک سے کیسے محروم رہ سکتی تھی؟ اسی لیے فرمایا اے ایمان والو! تم بھی دُرود بھیجو اور خوب خوب سلام بھیجو [۱۳]

○

اللہ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیج رہا ہے [۱۴] — کس حالت میں بھیج رہا ہے؟ — کوئی نہیں بتا سکتا — کیا کھڑے ہو کر؟ — نہیں نہیں، کھڑا ہونا تو بندوں کی صفت ہے، ربِّ ذوالجلال کو اس سے کیا علاقہ؟ ہاں وہ اس حالت میں دُرود بھیج رہا ہے جس کو نہ دماغ سوچ سکتا ہے، نہ زبان بیان کر سکتی ہے اور نہ قلم لکھ سکتا ہے — اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجنا ہی کمال عظمت کی دلیل ہے، اس سے بڑھ کر آپ کی عظمت کی اور کیا نشانی ہو گی؟ — ہاں ربِّ جلیل اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیج رہا ہے اور اس کے فرشتے [۱۵] — اَن گنت فرشتے، پرا باندھے، صف بہ صف کھڑے، دُرود بھیج رہے ہیں [۱۶] — سُبحان اللہ، سُبحان اللہ! — صلوٰۃ و سلام کے لیے کھڑا ہونا تو ان فرشتوں کی سنّت ہے — آیت کریمہ میں پہلے ہی اشارہ فرما دیا ورنہ فرشتوں کے ذکر کی کیا ضرورت تھی؟ — اللہ اللہ، فرشتے ہمارے دائیں بائیں [۱۷] — فرشتے ہمارے آگے پیچھے کھڑے [۱۸] دُرود بھیج رہے ہیں —

ہم بھیجیں نہ بھیجیں، ہم کھڑے ہوں یا نہ ہوں، وہ تو کھڑے ہُوئے دُرُود بھیج رہے ہیں ــــ ہم کو خبر تک نہیں، قرآنِ حکیم ہم کو بتا رہا ہے، "ہاں قسم ہے ان پرا باندھے صف بہ صف کھڑے فرشتوں کی"[19] ــــ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز جنازہ میں کھڑے ہوکر دُرود پڑھا کرتے تھے ــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب جسدِ اطہر تخت پر کفنا کر لٹا دیا گیا تو حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السّلام نے فرشتوں کے لشکروں کے ساتھ فوج در فوج صلوٰۃ سلام پیش کیا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق پہلے مدینہ منورہ کے مردوں نے، پھر عورتوں نے، اس کے بعد بچّوں نے باری باری، فوج در فوج آپ کے جسدِ اطہر کے سامنے کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پیش کیا،[20] یہ سلسلہ بارہ گھنٹے سے زیادہ عرصے تک جاری رہا ــــ تو کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پیش کرنا سنّتِ صحابہ بھی ہے، آج روضہ انور کے سامنے سب کھڑے ہوکر ہی دُرود وسلام پیش کرتے ہیں ــــ

قیام کا حکم تو قرآنِ کریم میں بھی ہے اور قرینہ بتاتا ہے کہ یہ حکم سلام وقیام کو بھی شامل ہے ــــ سلام وقیام، علم الٰہی میں تھا ــــ مستقبل میں ہونے والے کاموں کے اشارے قرآنِ حکیم میں کر دیئے گئے مثلاً سواری کے جانوروں کا ذکر کرکے فرمایا کہ "ہم وہ سواریاں پیدا کریں گے جس کی تمہیں خبر نہیں"[22] ــــ آج وہ سواریاں ہم نے دیکھ لیں اور دیکھ لیں گے ــــ ایک جگہ فرمایا "ہم اُنھیں دُنیا بھر میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے اور خود اُن کے وجُود کے اندر"[23] ــــ آج ہزاروں نشانیاں ہم نے دیکھ لیں اور وجُود کے اندر کا یہ راز معلوم ہوگیا کہ سانس کی نالی میں کلمہ "لا الٰہ اِلّا اللّٰہ" اور داہنے پھیپھڑے پر "محمد رسول اللّٰہ" لکھا ہُوا ہے[24] ــــ تو عرض یہ کرنا ہے کہ علم الٰہی میں تھا کہ محبّانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلام کے لیے کھڑے ہُوا کریں گے چنانچہ ارشاد فرمایا ــــ "اور جب کہا جائے کہ اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہو، اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور اُن کے جن کو علم دیا گیا ہے درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے"[25] ــــ یعنی میرِ مجلس یا بانیٔ محفل کھڑے ہونے کے لیے کہے تو حاضرینِ محفل بلا حیل وحجت کھڑے ہوجایا کریں، اللہ تعالیٰ ایسے مسلمانوں اور علماء کے درجے بلند فرمائے گا ــــ بے شک اللہ ہمارے کھڑے ہونے کو دیکھ رہا ہے[26] اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے سلام وقیام کو ملاحظہ

فرماتے ہیں ــــــ جب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو دیکھ رہے ہیں تو کون ہے جو صلوٰۃ و سلام کے وقت کھڑا ہونا نہ چاہے گا ؟ ــــــ مگر پھر بھی بعض حضرات سلام و قیام کے وقت نفرت و حقارت سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ کل قیامت کے دن جب منہ پر مُہر لگا دی جائے گی اور ہمارے پاؤں ہمارے خلاف گواہی دیں گے اور یہ کہیں گے "خدایا ! جب حاضرین محفل تیرے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھ رہے تھے تو یہ نفرت و حقارت سے اُٹھ کر اُلٹے پاؤں واپس جارہا تھا" ــــــ کیا رب جلیل کے سامنے اس بیان سے ہمارا سر اونچا ہوگا یا نیچا ؟ ــــــ یہ فیصلہ آپ خود فرمائیں ــــــ ہم فائیو اسٹار ہوٹلوں میں بھی ٹھہرتے ہیں اور وہاں دینی محفلوں میں شریک بھی ہوتے ہیں جب کہ سب کو معلوم ہے کہ فائیو اسٹار ہوٹل منکرات اور محرمات کے مراکز ہیں اور ایسے مراکز سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دامن بچانے کی ہدایت فرمائی ہے ــــــ کوئی دامن نہیں بچاتا ، سب جوق در جوق جاتے ہیں ــــــ

○

بے شک اجتماعی طور پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا سُنّت ملائکہ بھی ہے اور سنت صحابہ بھی ہے اور سنت علماء و صلحاء بھی ــــــ آج سے کچھ کم سات سو برس پہلے جلیل القدر عالم و عارف امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ (م ۔ ۷۵۶ھ / ۱۳۵۵ء) کی محفل میں علماء کرام کا عظیم اجتماع تھا ، اس محفل میں ایک عاشق رسول نے امام صرصری علیہ الرحمہ کا ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم تھا کہ "عزت اور شرف والے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل سُن کر صف بہ صف کھڑے ہو جاتے ہیں" ــــــ یہ شعر سُننا تھا کہ میر مجلس امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ کھڑے ہو گئے ، وہ کیا کھڑے ہو گئے تمام علماء کھڑے ہو گئے ــــــ کیوں نہ کھڑے ہوتے کہ فرشتے بھی تو کھڑے ہیں ! ــــــ کیوں نہ کھڑے ہوتے کہ صحابہ بھی تو کھڑے ہوئے تھے ! ــــــ کھڑے ہونے کا یہ سلسلہ چل نکلا ــــــ کچھ کم چار سو برس پہلے محدث وقت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۔ ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء) بھی صلوٰۃ و سلام کے لیے کھڑے ہوتے تھے اور اس کو عظیم سعادت سمجھتے ہوئے وسیلۂ نجات اُخروی تصور فرماتے تھے ــــــ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے مرشد کریم حضرت حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی (م ۔ ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء)

کوئی سو برس پہلے صلوٰۃ و سلام کے لیے کھڑے ہوتے تھے اور اس میں بے حد سرور و کیف پلتے[33] ___ یہ محدثین و علماء ملتِ اسلامیہ کے پاسبان تھے ___ افسوس ایسے عرفا و علماء پر تنقید ہماری عادت بن گئی ___ قرآنِ کریم میں تو لکھا ہے کہ جب سرکشوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی (ناقۃ اللہ[34]) کی شان میں دست درازیاں کیں تو آن کی آن میں وہ تباہ و برباد کر دیئے گئے ___ ہم اللہ کے دوستوں (اولیاء[35] اللہ) کی شان میں مسلسل زبان درازیاں کر رہے ہیں حتیٰ کہ ان کے نیک اعمال کو کفر و شرک سے تعبیر کر رہے ہیں تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ ___ ہم خود عذابِ الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں ___ دین کیلئے ہزاروں کاوشوں کے باوجود عالمِ اسلام پر ظلمت کے بادل چھا رہے ہیں ___ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ___ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ ___ اندھیرا بڑھ رہا ہے، ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا ___ اپنے دل سے پوچھیں، وہی ٹھیک بات بتاتا ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے دل سے پوچھو، اپنے دل سے فیصلہ طلب کرو ___

الحمدللہ صلوٰۃ و سلام کے لیے ہمارے وہ تمام اسلاف کھڑے ہوتے تھے جن کی تقویٰ و پرہیزگاری، طہارت و صداقت، پاکیزگی و پارسائی کی ہم قسم کھا سکتے ہیں[36] ___ عالمی سطح پر ہر برِاعظم میں ذکرِ پاک کی محفلیں ہوتی ہیں اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتا ہے[37] حتیٰ کہ سعودی عرب میں جہاں مواجہہ شریف کے علاوہ کسی محفل پاک میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرنا ممنوع ہے (مگر جھنڈے کی سلامی اور قومی ترانے کے لیے کھڑے ہونے کا حکم ہے) وہاں پر پابندی کے باوجود دیہاتی لوگ ۱۲ ربیع الاوّل کو مذہبی عیدوں میں ایک عید تصور کرتے ہیں، ولادت کی رات ذکرِ ولادت کرتے ہیں اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرتے ہیں، یہ دیہاتی مسلمان عربوں کا معمول ہے[38] ___ اللہ نے حکم دیا ہے کہ ہمارے پیاروں کے راستے پر چلتے رہو، دانائی یہی ہے کہ ہم عشق کو عقلِ نارسا کے بھینٹ نہ چڑھائیں اور اپنی محبت کو رسوا نہ کریں ___

حقیقت یہ ہے کہ سلام کے مزاج میں کھڑے ہونا ہے چنانچہ روضۂ انور کے سامنے آج بھی کھڑے ہو کر ہی صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتا ہے ___ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے حضور بھی کھڑے ہو کر ہی سلام پیش کرتے ہیں ___ حضور انور صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ــــ "سوار، پیادہ کو۔ راہ گیر، بیٹھے ہُوئے کو۔ آنے والا، اہلِ مجلس کو سلام کرے"۔ ــــ یعنی کھڑا ہُوا، بیٹھے ہُوئے کو سلام کرے ــــ آج بھی محفل میں جو بزرگ یا محترم آتا ہے اُس کو کھڑے ہو کر ہی سلام پیش کیا جاتا ہے ــــ ہم قبرستان میں بھی کھڑے ہو کر ہی اہلِ قبور کو سلام کرتے ہیں ــــ اس دَور میں تو کھڑے ہونے کا عام رواج ہو گیا ہے ــــ ہم قومی ترانہ کھڑے ہو کر سُنتے ہیں، ہم کھڑے ہو کر قومی جھنڈے کو سلامی دیتے ہیں ــــ حتیٰ کہ غیر مسلم حکومتوں کے جھنڈوں کو کھڑے ہو کر سلامی دیتے ہیں اور قومی ترانوں کو کھڑے ہو کر سنتے ہیں، اور نو اور ہم اسمبلیوں میں خاموش کھڑے ہو کر مومن و مشرک مرنے والوں کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں ــــ اسکولوں اور کالجوں میں طلبہ صف بہ صف کھڑے ہو کر ترانہ گاتے ہیں، مہمانوں کے استقبال کے لیے چھوٹے بڑے سب صف بندی کر لیتے ہیں ــــ میں نے دہلی میں ہندوستانی ترانے کے لیے علماء کو کھڑے ہُوئے دیکھا ہے، وہ ترانہ جس کے بول بھی شرکیہ ہیں ــــ "وَندے ماترم (اے زمین میں تجھے سجدہ کرتا ہوں)" ــــ جب ان علماء سے عرض کیا گیا کہ آپ کیا کہتے تھے اور یہ آپ نے کیا کیا؟ تو وہ بہت ہی شرمسار ہُوئے ــــ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں بعض رسم و رواج وہ ہیں جن کے بانی صحابی اور صلحاء و علماء ہیں ــــ بعض وہ ہیں جن کے بانی یہود و نصاریٰ ہیں ــــ بعض وہ ہیں جن کے بانی کفار و مشرکین ہیں ــــ بعض وہ ہیں جن کے بانی مرتدین و ملحدین ہیں ــــ آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ ایمان کا تقاضا کیا ہے؟ ــــ ہم کو کون سے رسم و رواج اپنانے چاہئیں؟ ــــ صلحاء و علماءِ اُمت کے یا غیر مسلموں اور ملحدوں کے؟ ــــ مگر ہمارا حال یہ ہے کہ جس ایوان میں ہم کھڑے ہو کر خوشی خوشی قومی ترانہ سُنتے ہیں اُسی ایوان میں تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سلام پیش کرنے کے لیے کھڑا ہونا دُوبھر معلوم ہوتا ہے۔ حیف! ہم کو کیا ہو گیا!

بعض حضرات صلوٰۃ و سلام کے لیے اس لیے اُٹھنا پسند نہیں فرماتے کہ بقول اُنکے قیام نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے، نیز یہ کہ حاضرینِ مجلس نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اور یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

بنفسِ نفیس تشریف لائے ہیں ـــــــ

(۱) جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے قیام کا تعلق ہے بہت سی احادیث اس کی تائید کرتی ہیں ـــــــ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ادب سکھایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ادب سکھایا ـــــــ خود فرمایا ـــــــ "میرے رب نے مجھے ادب سکھایا تو کیسا اچھا ادب سکھایا!"[40] ـــــــ انھیں آداب میں یہ بھی ہے کہ آپ اپنے پیاروں کے لیے خود قیام فرماتے تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو سرداروں اور دوستوں کے لیے کھڑے ہونے کا حکم فرماتے تھے ـــــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے قیام فرمایا[41] ـــــــ حضرت عکرمہ، حضرت جعفر بن ابی طالب[42] حضرت زید بن حارثہ[43] رضی اللہ عنہم کے لیے قیام فرمایا ـــــــ صفوان بن اُمیّہ، عدی بن حاتم[44] رضی اللہ عنہما، اور تو اور شادی سے واپس آنے والی عورتوں اور بچوں کے لیے قیام[45] فرمایا کہ مسرت و خوشی کا اظہار کھڑے ہو کر ہی کیا جاتا ہے ـــــــ حضرت فاطمہ[46] اور حضرت عائشہ[47] رضی اللہ عنہما نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قیام فرمایا ـــــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کھڑے ہونے کا حکم دیا[48] ـــــــ حضرت طلحہ بن عبید اللہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد نبوی شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہُوئے، مصافحہ کیا اور توبہ قبول ہونے پر مبارکباد دی[49] ـــــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ آگے نکل جائے[50]، آپ نے جنازے کے لیے خود بھی قیام فرمایا ـــــــ آپ نے ان فرشتوں کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیا جو جنازے کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں[51] ـــــــ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت شریفہ تھی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب حرم شریف میں جانے کے لیے مسجد نبوی شریف سے اُٹھتے تو سب کھڑے ہو جاتے، جب تک آپ حرم شریف میں داخل نہ ہو جاتے تعظیم و تکریم کے لیے سب کے سب کھڑے رہتے[52] ـــــــ ہم تعظیم کے لیے کھڑے ہونے ہی میں کلام کر رہے ہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سب سے معظم ادائے نیازمندی کی اجازت کے آرزومند تھے ـــــــ سُنیئے سُنیئے :-

(۱) انصار کے باغ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، بکریاں سجدہ

کر رہی ہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں، "یا رسول اللہ! ان بکریوں سے زیادہ حقدار تو ہم ہیں" (کہ آپ کو سجدہ کریں) ـــــ آپ نے فرمایا، "میری اُمت میں کوئی کسی کو سجدہ نہ کرے" [۵۳] ـــــ

(۲) ایک باغ میں دو سرکش اونٹ آپ کے حضور سجدے میں گرے ہوئے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کر رہے ہیں ـــــ "حضور ہم کو اجازت نہ دیں گے؟" ـــــ فرمایا ـــــ "سجدہ میرے لیے نہیں" [۵۴] ـــــ

(۳) ایک فربہ اُونٹ سامنے آیا، سجدہ میں گر پڑا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ـــــ "چوپاؤں سے زیادہ تو ہم کو چاہیئے کہ حضور کو سجدہ کریں" ـــــ فرمایا ـــــ "کسی کو کسی کا سجدہ مناسب نہیں" [۵۵] ـــــ چوپائے کیوں نہ سجدہ کریں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں ـــــ "میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں" [۵۶] ـــــ

آپ نے ملاحظہ فرمایا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کی کیسی تڑپ تھی؟ یہ اُن کا ادب تھا ـــــ وہ آپ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کا ادب کرتے تھے [۵۷] ـــــ ایسا ادب جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، اِس ادب سے اُنھوں نے بلند رُتبے پائے ـــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ادب و احترام اور تعظیم و تکریم کا سلیقہ تعلیم فرمایا، اور اُنھوں نے ہم کو سکھایا ـــــ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو سارے انسانوں، سارے فرشتوں، سارے نبیوں سے افضل ہیں جب آپ نے اہلِ بیت اطہار، ازواج مطہرات اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے قیام فرمایا تو پھر آپ کے لیے قیام کیوں نہ کیا جائے؟ ـــــ یہ سوال عہدِ جدید کے بچے کے ذہن میں آسکتا ہے ـــــ مگر اس کا کوئی جواب نہیں ـــــ! اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے تو سراپا ادب تھے ـــــ ان کے سامنے یہ سوال تھا ہی نہیں، وہ تو جان و دل سے فدا تھے ـــــ

ہاں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے اُٹھنے کو ناپسند فرماتے تھے جس کا رواج عجمیوں میں تھا [۵۸] ـــــ جس کا رواج ہمارے ہاں بھی تھا اور اب بھی ہے ـــــ اس رواج سے انسانیت کی تذلیل ہوتی ہے اور جس کے لیے کھڑا ہوا جائے اس کی فرعونیت بڑھتی جاتی ہے ـــــ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ جہاں گیر

بادشاہ کے دربار میں ایک وزیر کھڑا تھا، ایک لمحہ کے لیے اُس کی نظر بادشاہ سے ہٹ کر اپنے کپڑوں پر چلی گئی، بادشاہ نے دیکھ لیا اور غضبناک ہو کر فرمایا ــــ "میں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا، میرا وزیر میرے حضور میں اپنے کپڑے کے بند کی طرف توجہ کرے"[۵۹] ــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کھڑا ہونا پسند نہ تھا جو خادم کو ذلیل اور مخدوم کو مغرور بنا دے جیسے بادشاہ کے سامنے درباریوں کا کھڑا ہونا ــــ جیسے حاکم اعلیٰ کے سامنے محکوموں کا کھڑا ہونا ــــ جیسے زمیندار کے سامنے کسانوں کا کھڑا ہونا ــــ جیسے جاگیردار کے سامنے ملازموں کا کھڑا ہونا ــــ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہانہ شان و شوکت اور امیرانہ ٹھاٹ باٹ کو کبھی پسند نہ فرمایا ــــ ایسی سادہ زندگی اختیار فرمائی کہ شاہانِ عالم کے سارے پروٹوکول آپ کی سادگی پر قربان! ــــ آپ نے مسکینوں کے طرزِ زندگی کو اپنایا اور ان کو وہ حوصلہ دیا کہ وہ دُنیا کے قائد و رہبر بن کر اُبھرے ــــ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو انسانوں کو عزت دینے آئے تھے، یہ کیسے گوارا فرماتے کہ انسان، انسان کی تذلیل کرے؟ ــــ آپ نے اعلان فرما دیا ــــ "جس کو اس بات کی خوشی ہو کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں تو اُسے اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لینا چاہیے"[۶۰] ــــ کھڑے ہونے والوں کے لیے کچھ نہ فرمایا، دل کے روگی کو وعید سُنائی ــــ بے شک کسی کے خوف یا خوشامد کی وجہ سے کھڑے ہونے کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا۔ ہاں، کسی کے لیے خلوص و محبت اور عزت و احترام کا جذبہ ہو تو پھر ایسے کھڑے ہونے کو نہ صرف یہ کہ پسند فرمایا بلکہ آپ نے خود قیام فرمایا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کھڑے ہونے کا حکم دیا ــــ ہاں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کمال محبت اور ان پر کمالِ شفقت کی وجہ سے اپنے لیے اُن کا اُٹھنا پسند نہ فرماتے تھے[۶۱] ــــ اللہ اکبر! آپ کی مہربانی و شفقت کا یہ عالم تھا کہ اپنے لیے اُٹھنے کی ادنیٰ تکلیف بھی گوارا نہ فرمائی جب وہ تکلیف، تکلیف تھی ہی نہیں، عین راحت تھی ــــ قرآن حکیم میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر آپ کی کمال شفقت و مہربانی کا اس طرح ذکر فرمایا گیا ہے ــــ "وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر مہربان، مہربان"[۶۲] ــــ اللہ اکبر! اتنے شفیق و کریم کہ مسلمانوں کو ذرا سی تکلیف بھی نہ ہونے دیں، ہم سے زیادہ ہماری بھلائی کے چاہنے والے، ــــ ہاں اس عادت شریفہ پر ہی یہ انعامِ خاص عطا فرمایا گیا کہ ربِّ ذوالجلال نے اپنے دو ناموں سے آپ کو مشرف فرمایا

سبحان اللہ، سُبحان اللہ! ـــــ اللہ بھی رؤف و رحیم [۶۳] اور آپ بھی رؤف و رحیم [۶۴] ـــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال شفقت و مہربانی کو جب ہم آپ کی تعظیم کے لیے نہ کھڑے ہونے کا بہانہ اور دلیل بناتے ہیں تو عقل حیرت سے ہمارا مُنہ تکتی ہے ـــــ دل ٹکڑے ٹکڑے ہُوئے جاتا ہے اور عشق اشکبار ہے ـــــ کیا اُن کا چاہنے والا اس طرح بھی سوچ سکتا ہے؟ ـــــ کیا قیامت ہے کہ بندگی اور نیازمندی کے سارے آداب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص کر دیئے جائیں اور تعظیم و تکریم کی ساری ادائیں اپنے لیے مخصوص کر لی جائیں! ـــــ یہ کیسا انصاف ہے، یہ کیسی محبت ہے؟ ـــــ عقل حیران ہے ـــــ

سوال کرنے والا سوال کر سکتا ہے کہ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقاً تعظیم کے لیے کھڑا ہونا پسند نہ تھا تو پھر اپنے پیاروں کے لیے آپ کیوں کھڑے ہُوئے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کھڑے ہونے کا حکم کیوں دیا؟ ـــــ اس کا کوئی جواب نہیں ـــــ آپ نے ناپسندیدہ بات کا کبھی حکم نہیں دیا، جو خود پسند فرمایا، اُس کا حکم دیا۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ تعظیم کے لیے کھڑا ہونا ہی آپ کو ناپسند تھا تو کیا آپ نے ناپسندیدہ بات کا حکم دیا؟ ـــــ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! ـــــ اس کا تو کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا ـــــ کسی کے لیے دل میں پیار و محبت ہو تو خود بخود کھڑے ہونے کو جی چاہتا ہے، نفرت و عداوت ہو تو کھڑا ہونا تو درکنار سلام کرنے کو بھی جی نہیں چاہتا ـــــ یہ انسان کی فطرت ہے ـــــ کسی کے لیے ذوق و شوق سے کھڑا ہونا، خلوص و محبّت کی علامت ہے اور نہ کھڑے ہونا نفرت و عداوت کی ـــــ کسی کی دل سے تعظیم و تکریم کرنی ہوتی ہے تو ہم کھڑے ہوتے ہیں، تذلیل و تحقیر کرنی ہوتی ہے تو ہم بیٹھے رہتے ہیں ـــــ یہ ہماری عادت ہے ـــــ ہم اپنی اداؤں سے محبت و اُلفت اور نفرت و عداوت کا اظہار کرتے ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ نے بار بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا ہے [۶۵]۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ تعظیم و تکریم کے لیے کھڑا ہونا تاریخ کے ہر دَور میں عزت و احترام کی علامت رہی ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ خلوصِ دل کے ساتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا اہلِ بیتِ اطہار، ازواجِ مطہرات اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سب ہی کی سنّت ہے ـــــ اللہ اکبر! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہ کھڑے ہوں گے تو کس کیلئے کھڑے

ہوں گے؟ —— ذرا اپنے دل سے پوچھیں، دل ہی سچی بات بتاتا ہے —— بلاشبہ آپ ساری مخلوق سے افضل ہیں، کائنات کے مطلوب اور اللہ کے محبوب ہیں ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

(۲) جہاں تک ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا تعلق ہے تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حاضری کا ادب یہی سکھایا ہے کہ حاضر ہونے والا ہاتھ باندھ کر اس طرح کھڑا ہو جس طرح نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح کھڑے ہوتے تھے جبھی تو شیخ محدث دہلوی یہ فرما رہے ہیں —— "و در آں جنابِ عظمت دست راست را بر دست چپ بنہد چناں چہ در حالت نماز کنند"[۶۶] —— حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو یہ ہے کہ اگر نماز کی حالت میں یاد فرمائیں تو حاضر ہونا ہی ہوتا ہے[۶۷] تو پھر نماز کی طرح ہاتھ باندھنے کی بات کیا کی جائے؟ ——

(۳) اصل میں اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے[۶۸] اور نیتوں کا حال اللہ کو معلوم ہے، ہم اپنے بھائیوں سے اچھا ہی گمان رکھیں —— دوسروں سے بدگمانی نہ کریں کہ بعض بدگمانیاں گناہِ کبیرہ ہیں[۶۹] —— اہلِ سنّت کا یہ عقیدہ نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر محفل میں تشریف لاتے ہیں، آپ کی شان تو یہ ہے کہ اپنی حریم ناز سے سب کچھ ملاحظہ فرما رہے ہیں[۷۰] —— وہ دُور ہوتے ہُوئے بھی ہمارے قریب ہیں اور بہت قریب[۷۱] —— آپ کو اللہ نے شاہد بنا کر بھیجا[۷۲] اور شاہد وہ ہے جو ہمارے قریب ہو اور ہمیں دیکھ بھی رہا ہو —— بلاشبہ وہ ہمارے قریب ہیں[۷۳] —— حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت عالی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں جس کو چاہتا ہے یہ طاقت عطا فرماتا ہے کہ جہاں چاہیں چلے جائیں[۷۴] —— یہ باتیں ہماری عقل میں نہیں آتیں —— ہماری عقل میں کیا آتا تھا؟ —— اب سب کچھ آنے لگا جو نہیں آتا وہ بھی آنے لگے گا —— ہم اس حد تک آگے چلے گئے کہ صلوٰۃ و سلام کے لیے کھڑے ہونے والوں کو کافر و مشرک کہنے لگے اور یہ خیال تک نہ کیا کہ ہم نے یہ حکم لگا کر ماضی و حال کے کروڑوں مسلمانوں اور علماء و مشائخ کو بیک جنبش قلم کافر و مشرک بنا دیا —— افسوس ہم نے یہ کیا کیا؟ —— کیا کسی عاشق نے اپنے محبوب کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے والوں کے خلاف کبھی ایسی مہم چلائی؟ اور ایسا

غم لگ گیا ہے ـــــ محبت کی پوری تاریخ خاموش ہے ـــــ کوئی ایک مثال بھی نظر نہیں آتی ـــــ ہم قومی جھنڈے کی سلامی اور قومی ترانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں ـــــ اپنے دل سے پوچھئے کیا دو عالم کے تاجدار، آقائے نامدار، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ و ازواجہٖ وسلم قومی جھنڈے اور قومی ترانے سے بھی کم ہیں؟ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) نہیں نہیں وہ تو اُس قوم کی آبرو ہیں جس کی نسبت سے اس جھنڈے اور اس ترانے کو یہ عزت ملی کہ اس کے لیے ہم سب کھڑے ہوتے ہیں ـــــ جب یہ جھنڈا اور ترانہ قابلِ تعظیم ہے تو جس کے صدقے میں ہمیں یہ دونوں ملے وہ کیوں قابلِ تعظیم نہ ہوگا ـــــ ہماری عقل یہی کہتی ہے، ہمارا ضمیر یہی کہتا ہے، ہاں ع آبروئے ما زنام مصطفیٰ ست! ـــــ بے شک صلوٰۃ وسلام کے لیے کھڑے ہونا سنت ملائکہ بھی ہے، سنت صحابہ وصلحاء بھی ہے ـــــ جھنڈے کی سلامی، قومی ترانے کے لیے قیام نہ سنت ملائکہ ہے، نہ سنت صحابہ، نہ سنت صلحاء و علماء ـــــ جس عمل میں نہ ثواب ہو اور نہ عذاب اُس سے بدرجہا بہتر وہ عمل ہے جس میں ثواب ہی ثواب ہو ـــــ صلوٰۃ وسلام کی شان قرآن حکیم نے یہ بتائی کہ جو دُرود پڑھتا ہے اللہ اور اُس کے فرشتے اس پر دُرود بھیجتے ہیں[۴۵]، سُبحان اللہ، سُبحان اللہ! ـــــ اور دُرود پڑھنے والے کی حدیث پاک میں یہ شان بتائی کہ اللہ اور اس کے فرشتے ایک بار دُرود پڑھنے والے پر دس بار دُرود بھیجتے ہیں[۴۶] ـــــ اللہ اکبر! یہ کہیں نہیں فرمایا کہ جو کھڑے ہو کر دُرود وسلام پڑھے گا اللہ اور اس کے فرشتے اس پر دُرود وسلام نہیں بھیجیں گے ـــــ قرآن کریم میں تو بہت سے مقامات پر کھڑے ہونے کا ذکر ہے ـــــ اللہ و رسول کی تعظیم کے لیے، ذکر و فکر کے لیے[۴۷] ـــــ جب اللہ اور اس کے فرشتے دُرود وسلام پڑھنے والوں پر دُرود بھیج رہے ہیں تو پھر ہم سلام و قیام سے منہ پھیر کر کیوں اتنی بڑی دولت سے محروم ہو رہے ہیں؟ ـــــ اللہ عطا فرما رہا ہے. اُس کے فرشتے دے رہے ہیں مگر ہم نہیں لے رہے. حیف! ہم کیا کر رہے ہیں! ـــــ قرآن کریم میں فرمایا، "آپ کی ہر آنے والی گھڑی، پچھلی گھڑی سے بہتر ہے[۴۸] ـــــ بے شک ہر آن بلندیاں اُن کے قدم چومتی رہیں گی، اُن کا چرچا ہوتا رہے گا یہاں تک کہ آپ کو مقام محمود پر سرفراز کیا جائے گا[۴۹] ـــــ جہاں سب آپ کے سامنے کھڑے ہوں گے ـــــ

مندرجہ بالا حقائق و شواہد کے باوجود اگر کوئی قیام کو نئی بات تصور کرتا ہے تو اس کے اطمینان قلب کے لیے قرآن و حدیث کافی ہے ——— قرآن حکیم میں رضائے الٰہی کے لیے نئی بات جاری کرنے والے اور اس پر قائم رہنے والے کے لیے اجر و ثواب کی بشارت سنائی گئی ہے[۸۰] ——— اور حدیث شریف میں ایسی اچھی بات نکالنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کو دُھرے ثواب کا مستحق قرار دیا گیا ہے[۸۱] ——— ہاں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل کرنے والے کو ضرور ضلالت و گمراہی کی وعید سنائی گئی ہے[۸۲] ——— حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم سے اور اچھی بات کیا ہوگی، قرآن کریم میں اس کا بار بار حکم دیا گیا ہے[۸۳] ——— اس میں ثواب ہی ثواب ہے ———

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک اندازِ فکر تو وہ ہے جو ابوجہل اور ابولہب نے اختیار کیا تھا ——— وہ آپ کو صرف اپنے جیسا بشر جانتے اور مانتے تھے ——— مگر دوسرا اندازِ فکر وہ ہے جو حضرت صدیق اکبر اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا ——— وہ آپ کو اللہ کا رسول جانتے اور مانتے تھے ——— ساری خرابیوں کی جڑ یہ تصور ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم صرف بشر ہیں ——— اور ساری اچھائیوں کی اصل یہ تصور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اوّل و آخر اللہ کے رسول اور محبوب ہیں ——— اللہ نے آپ کو سارے جہاں کا ہادی و رہبر اور محبوب و مطلوب بنایا ——— محبت کی فطرت میں نکتہ چینی نہیں۔ ——— وہ ہر اس ادا کو پسند کرتی ہے جس سے محبوب کی تعظیم و تکریم اور تعریف و توصیف ہو ——— سلام و قیام بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا والہانہ انداز ہے، محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ یہ انداز اچھا لگنا چاہیئے ———

سچی بات یہ ہے کہ سلام و قیام کا مقصود تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے جس کا ہمیں قرآن میں بار بار حکم دیا گیا ہے ——— آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط الآیہ نازل کر کے تعظیم و تکریم کا سلیقہ بتا دیا ——— درود و سلام کے لیے نہ کسی وقت کا تعین فرمایا، نہ کسی خاص ہیئت کا بلکہ فرشتوں کی طرف اشارہ کر کے صلوٰۃ و سلام کیلئے ہر ہیئت کو جائز قرار دے دیا ——— بعض فرشتے قیام کی حالت میں ہیں، بعض رکوع کی حالت میں، بعض سجدے کی حالت میں اور بعض قعود کی حالت میں ——— مقصود تعظیم رسولِ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، خواہ بیٹھ کر کی جائے یا کھڑے ہو کر، ہر حالت میں ثواب ہی ثواب

ہے ــــــ اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے ــــــ ”جب نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے“[۸۵] ــــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد بھی اللہ ہی کی یاد ہے بلکہ یہ تو اللہ کی محبوب یاد ہے، محبوب ذکر ہے ــــــ غور فرمائیں نماز پڑھنے کے بعد کھڑے ہو کر ذکر کرنے کا حکم دیا، اس میں رازِ محبت پوشیدہ ہے جو محرم راز ہیں، جانتے ہیں ــــــ ہماری سعادت اسی میں ہے کہ صلوٰۃ و سلام کھڑے ہو کر پیش کریں، یہ سنت ملائکہ بھی ہے، سنت صحابہ بھی اور سنت علماء و صلحاء بھی ــــــ انھیں کی راہ پر چل کر ہم منزل تک پہنچ سکتے ہیں ــــــ

ؔ
عطا اسلاف کا سوز دروں کر!
شریک زمرۂ لَا یَحْزَنُوْا کر! آمین!

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۲۰ ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ / ۱۷ ستمبر ۱۹۹۵ء

حواشی

۱؎ مصنف ابن عبد الرزاق و فتاویٰ حدیثیہ، ص ۲۸۹ ۲؎ سورۃ الانشراح، آیت نمبر ۴
۳؎ سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۶ ۴؎ سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۱۵
۵؎ الکلام الاوضح، کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۲۲۱ بحوالہ مستدرک و طبری ۶؎ سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۶
۷؎ معارج النبوۃ، ج ۱، ص ۳۱۲، لاہور ۸؎ سورۃ الانشراح، آیت نمبر ۴
۹؎ سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۸۱ ۱۰؎ سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۳۶
۱۱؎ سورۃ الصف، آیت نمبر ۶ ۱۲؎ فتاویٰ ابن تیمیہ، ج ۲، ص ۱۵۰
۱۳، ۱۴؎ سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۶ ۱۵؎ سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۶
۱۶؎ سورۃ الصافات، آیت نمبر ۱ ۱۷؎ سورۂ قٓ، آیت نمبر ۱۸
۱۸؎ سورۂ رعد، آیت نمبر ۱۱ ۱۹؎ سورۃ الصافات، آیت نمبر ۱

۲۰ فتاویٰ رضویہ، ج ۴، ص ۵۴ بحوالہ بیہقی وحاکم وطبرانی ۲۱ مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۴۴۰

۲۲ سورۂ نحل، آیت نمبر ۱۸ ۲۳ سورۂ فصلت، آیت نمبر ۵۳

۲۴ روزنامہ "البلاد" (سعودی عرب) شمارہ یکم شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ ۲۵ سورۂ مجادلہ، آیت نمبر ۱۱

۲۶ سورۂ شعراء، آیت نمبر ۲۱۸ ۲۷ سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۱۰۴

۲۸ سورۃ النور، آیت نمبر ۲۴

۲۹ اہل حدیث عالم مولوی نذیر حسین دہلوی (م۔ ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) نے امام تقی الدین سبکی کی جلالت شان کا اعتراف کرتے ہوئے ان کو "امام جلیل مجتہد کبیر" تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کے اجتہاد پر علماء کا اجماع ہے۔ (قلمی دستخطی فتویٰ بحوالہ اقامۃ القیامہ، لاہور، ص ۱۳ و ۳۳)

۳۰ یحییٰ بن یوسف صرصری (م۔ ۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء) اپنے وقت کے جلیل القدر فقیہ اور ادیب و شاعر تھے۔ (عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین، بیروت، ج ۱۳، ص ۳۳۶۔۳۳۷)

۳۱ طبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۰۸، مصر

۳۲ اخبار الاخیار، ص ۶۲۴، کراچی ۳۳ فیصلۂ ہفت مسئلہ (مع تعلیقات)، لاہور، ص ۱۱۱

۳۴ سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۷۳ ۳۵ سورۂ یونس، آیت نمبر ۶۲

۳۶ سید محمد جعفر برزنجی نے عقد الجواہر فی مولد النبی الازہر میں قیام کو مستحب فرمایا ہے۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (م۔ ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۷ء) نے تاریخ الحرمین میں علامہ برزنجی کی خوب خوب تعریف کی ہے (اقامۃ القیامہ)

۳۷ نقشبندی فاؤنڈیشن برائے تعلیمات اسلامی (امریکہ) کی طرف سے شکاگو میں ۲۶ اور ۲۷ اگست ۱۹۹۵ کو انٹرنیشنل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس منعقد کی گئی جس میں فضلاء اور محققین نے شرکت کی اور کھڑے ہو کر سلام پیش کیا گیا (پاکستان لنک (امریکہ) شمارہ جمعہ ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء، ص ۱۰) اس قسم کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

۳۸ عاتق بن غیث البلادی: الادب الشعبی فی الحجاز، مکہ مکرمہ ۱۹۸۲ء ۳۹ بخاری شریف، ص ۹۴۱۔۹۱۹

۴۰ الانوار المحمدیہ من مواہب المحمدیہ، ص ۲۰۱ ۴۱ سنن ابی داؤد، کراچی، ص ۷۰۸: ترمذی، ج ۲، ص ۲۰۴

۴۲ ہاشم تتوی: بیاض ہاشمی، ج ۲، ورق ۲۴۹ (قلمی) ۴۳ بیاض ہاشمی، ج ۲، ورق ۲۵۰

۴۴ ایضاً، ورق ۲۵۰ ۴۵ بخاری، کراچی، ج ۱، ص ۵۳۴، ج ۲، ص ۸۷۷؛ مسلم، کراچی، ج ۲، ص ۳۰۵

۴۶ سنن ابی داؤد، کراچی، ص ۷۰۸ ۴۷ بخاری، کراچی، ج ۱، ص ۳۶۵؛ مسلم، کراچی، ج ۲، ص ۳۶۶، سنن ابی داؤد، کراچی، ص ۳۸۷ ۴۸ بخاری، کراچی، ج ۲، ص ۹۲۶؛ سنن ابی داؤد، کراچی، ص ۷۰۸

۴۹ بخاری، کراچی، ج ۲، ص ۶۳۶؛ ج ۲، ص ۹۲۶

۵۰۔ بخاری شریف ج ۱، ص ۱۷۵، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء؛ مسلم شریف، ج ۱، ص ۳۱۰، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء

۵۱۔ کنز العمال، ج ۱۵، ص ۵۹۴، بیروت ۱۹۷۹ء ۵۲۔ مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۶۸۹

۵۳۔ غلام جیلانی میرٹھی: بشیر القاری بشرح صحیح البخاری، دہلی، ص ۲۱۸ ۵۴۔ ایضاً، ص ۲۱۹ ۵۵۔ ایضاً

۵۶۔ مسلم شریف ۵۷۔ بخاری، ج ۲، ص ۲۵۶؛ مسلم، ج ۲، ص ۲۹؛ مشکوٰۃ، ص ۴۷

۵۸۔ ابی داؤد، ج ۳، پارہ ۳۲، ص ۶۶۸؛ مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۶۸۸ ۵۹۔ احمد سرہندی: مکتوبات، دفتر دوم (ترجمۂ اُردو) کراچی، مکتوب نمبر ۲۹۳، ص ۲۳۳ ۶۰۔ ترمذی، ج ۲، ص ۱۲۰، حدیث نمبر ۶۱۴؛ ابی داؤد، ج ۳، ص ۶۶۷، حدیث نمبر ۱۷۸۸، مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۶۸۸، حدیث نمبر ۴۴۶۶

۶۱۔ ترمذی، ج ۲، ص ۱۲۰، حدیث نمبر ۶۱۳؛ مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۶۸۸، حدیث نمبر ۴۴۶۵

۶۲۔ قرآن حکیم، سورۂ توبہ، آیت نمبر ۱۲۸ ۶۳۔ قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۱۴۳؛ سورۂ توبہ، آیت نمبر ۱۱۱، سورۂ نحل، آیت نمبر ۴۷؛ سورۂ حج، آیت نمبر ۶۵، سورۂ نور، آیت نمبر ۲۰، سورۂ حدید، آیت نمبر ۹، سورۂ حشر، آیت نمبر ۱۰ ۶۴۔ قرآن حکیم، سورۂ توبہ، آیت نمبر ۱۲۸

۶۵۔ قرآن حکیم، سورۂ مائدہ، آیت نمبر ۱۲، سورۂ فتح، آیت نمبر ۹، سورۂ اعراف، آیت نمبر ۱۵۷

۶۶۔ جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب، کلکتہ ۱۲۶۳ھ، ص ۲۳۳ ۶۷۔ سورۂ انفال، آیت نمبر ۲۴

۶۸۔ بخاری شریف، جلد ۱، ص ۱۰۱، لاہور ۶۹۔ سورۂ حجرات، آیت نمبر ۱۲

۷۰۔ قاسم نانوتوی، آب حیات، دہلی، ص ۴۳ ۷۱۔ المعجم الکبیر، ج ۲۰، ص ۲۱-۲۲، بغداد

۷۲۔ سورۂ نساء، آیت نمبر ۱۴۱؛ سورۂ نحل، آیت نمبر ۸۹؛ سورۂ فتح، آیت نمبر ۸ ۷۳۔ بخاری شریف، ج ۲، ص ۷۰۵، دہلی؛ مشکوٰۃ شریف، ص ۴۴۶، کراچی ۷۴۔ المعجم الکبیر، ج ۱۱، ص ۴۷؛ تفسیر مظہری، ج ۱، ص ۱۴۱، دہلی

۷۵۔ سورۂ احزاب، آیت نمبر ۴۳ ۷۶۔ محمد علی الصابونی، روائع البیان، ج ۲، ص ۳۳۷

۷۷۔ سورۂ نساء، آیت نمبر ۱۰۳؛ سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۱۹۱؛ سورۃ الفرقان، آیت نمبر ۶۴ ۷۸۔ سورۃ الضحیٰ، آیت ۴

۷۹۔ سورۃ الاسراء، آیت نمبر ۷۹ ۸۰۔ سورۂ حدید، آیت نمبر ۲۷ ۸۱۔ مسلم شریف، دہلی، ج ۲، ص ۳۲۷؛ مشکوٰۃ شریف، کراچی، ص ۳۳ ۸۲۔ بخاری شریف، ج ۲، ص ۱۰۸۰؛ مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۶۹،

۸۳۔ سورۂ مائدہ، آیت نمبر ۱۲؛ سورۂ فتح، آیت نمبر ۹؛ سورۂ اعراف، آیت نمبر ۱۵۷

۸۴۔ ایضاً، سورۂ مائدہ، آیت نمبر ۱۲ ۸۵۔ سورۃ النساء، آیت نمبر ۱۰۳

ہدیہ ۵ روپے

ادارہ مسعودیہ کراچی
Idara-e-Mas'udia, Karachi